تحقیق اور حق تحقیق

بسم اللہ الرحمن الرحیم

برادران اسلام ! آج دنیا میں علمی پندار نے کچھ ایسی آزادروی اختیار کرلی ہے کہ جاہلیت تو صرف ایک ہی فتنہ تھی لیکن یہ آزادی نت نئے فتنوں کو جنم دے رہی ہے۔ جس کو دیکھو وہ دین میں تحقیق کا مدعی ہے اور بلا جھجک کہتا ہے کہ میں تحقیق کر رہا ہوں، اس بات پر اسے بڑا فخر اور غرور ہے۔

تحقیق کا حکم :

اس میں شک نہیں کہ دین اسلام ہی ایک تحقیقی دین ہے اور اس نے تحقیق کا حکم دیا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں : یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْٓا اَنْ تُصِیْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِیْنَ (الحجرات/۶) "اے ایمان والو ! اگر آئے تمہارے پاس کوئی گنہگار خبر لے کر تو تحقیق کرلو کہیں جا نہ پڑو کسی قوم پر نادانی سے، پھر کل کو اپنے کئے پر لگو پچھتانے"۔

شیخ الاسلام علامہ عثمانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "اکثر نزاعات اور مناقشات کی ابتداء جھوٹی خبروں سے ہوتی ہے اس لئے اول اختلاف و تفرق کے اس سرچشمہ کو بند کرنے کی تعلیم دی یعنی کسی خبر کو یونہی بے تحقیق قبول نہ کرو۔" معلوم ہوا کہ دین و دنیا میں سارے فسادات کی بنیاد عدم تحقیق ہے، اگر دنیا میں بے تحقیق باتوں پر عمل کرو گے

تو دنیا کا نقصان ہوگا' اگر دین میں بے تحقیق باتوں پر عمل کیا تو دین برباد ہوگا۔

تحقیق کا حق:

جس طرح دنیا میں ہر فن میں اسی کی بات تحقیق مانی جاتی ہے جو اس فن میں کامل مہارت رکھتا ہو' نہ کہ کسی فن سے ناآشنا کی۔ مثلاً ہیرے جواہرات کے بارہ میں ماہر جوہری کی تحقیق مانی جائے گی نہ کہ کسی موچی کی' سونے کے بارہ میں ماہر سنار کی تحقیق مانی جائے گی نہ کہ کسی کمہار کی اور قانون میں تحقیق بات ماہر قانون دان کی ہوگی نہ کہ کسی لوہاری کی۔ اسی طرح دین میں بھی دین کے ماہرین کی تحقیق مانی جائے گی نہ کہ ہر کندۂ ناتراش کی۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے جس طرح تحقیق کا حکم دیا یہ بات بھی واضح فرما دی کہ تحقیق کا حق کس کس کو ہے؟ فرمایا:

وَإِذَا جَاءَهُمْ أَمْرٌ مِّنَ الْأَمْنِ أَوِ الْخَوْفِ أَذَاعُوا بِهِ ۖ وَلَوْ رَدُّوهُ إِلَى الرَّسُولِ وَإِلَىٰ أُولِي الْأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِينَ يَسْتَنبِطُونَهُ مِنْهُمْ ۗ وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطَانَ إِلَّا قَلِيلًا (النساء/۸۳)

اور جب ان کے پاس پہنچتی ہے کوئی خبر امن کی یا ڈر کی تو اس کو مشہور کر دیتے ہیں اور اگر اس کو پہنچا دیتے رسول تک اور اپنے حاکموں تک تو تحقیق کرتے اس کو جو ان میں تحقیق کرنے والے ہیں اس کی اور اگر نہ ہوتا فضل اللہ کا تم پر اور اس کی مہربانی تو البتہ تم پیچھے ہو لیتے شیطان کے مگر تھوڑے۔

شیخ الاسلام علامہ عثمانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "یعنی ان منافقوں اور کم سمجھ مسلمانوں کی ایک خرابی یہ ہے کہ جب کوئی خبر آتی ہے تو اس کو بلا تحقیق کئے مشہور کرنے لگتے ہیں اور اس میں اکثر نقصان اور فساد مسلمانوں کو پیش آتا ہے' منافق ضرر رسانی کی غرض سے اور کم سمجھ مسلمان کم فہمی کی وجہ سے ایسا کرتے ہیں۔ کہیں سے کوئی خبر آئے تو چاہئے کہ اول پہنچائیں سردار تک اور اس کے نائبوں تک' جب وہ اس

خبر کی تحقیق اور تسلیم کر لیں تو ان کے کہنے کے موافق اس کو کہیں نقل کریں اور اس پر عمل کریں۔" اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے تحقیق کرنے کا حق رسول اقدس ﷺ اور ان کے بعد اہل استنباط کو دیا ہے جن کو اصطلاح میں "مجتہدین" کہتے ہیں۔

اہل استنباط :

استنباط عربی زبان کا لفظ ہے اس کے معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو پانی زمین کی تہ میں پیدا کر کے عوام کی نظروں سے چھپا رکھا ہے اس پانی کو کنویں وغیرہ بنا کر نکال لینا۔ اللہ تعالیٰ نے اجتہاد اور فقہ کی ایسی عام فہم مثال دی کہ ہر شخص آسانی سے سمجھ جائے۔ یہ مثال دے کر پہلی بات تو یہ سمجھا دی کہ انسانی زندگی کے لئے جتنا پانی ضروری ہے کہ اس کے بغیر نہ وضو' نہ غسل' نہ کپڑے صاف' نہ کھانا پکانا اسی طرح اسلامی زندگی کے لئے فقہ ضروری ہے' عبادات ہوں یا معاملات' اقتصادیات ہوں یا سیاسیات حدود ہوں یا تعزیرات' غرض زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں جس میں فقہ کی رہنمائی کی ضرورت نہ ہو۔ دوسری بات یہ سمجھا دی کہ فقہ اور استنباط کسی شخص کی ذاتی خواہش کا نام نہیں۔ جس طرح زمین کی تہ میں جو پانی ہے وہ اللہ تعالیٰ کا ہی پیدا کیا ہوا ہے نہ کہ اس انسان کا جس نے کنویں کھود کر اس کو نکال لیا۔ جب بھی کوئی آدمی کسی کنوئیں کا پانی پیتا ہے تو اس عقیدے سے کہ اس پانی کا ایک ایک قطرہ خداوند قدوس کا ہی پیدا کیا ہوا ہے۔ ایک قطرہ بھی اس مستری نے پیدا نہیں کیا۔ اس نے صرف اپنی محنت اور اوزاروں کی مدد سے اس کو ظاہر کر دیا ہے تاکہ خلق خدا مستفید ہو' اسی طرح مجتہد دین کے باریک مسائل کو اصول فقہ کی مدد سے عوام کے سامنے ظاہر کرتا ہے تاکہ خدا اور رسول کے ان مسائل پر عوام کے لئے عمل کرنا آسان ہو جائے۔ اسی لئے اصول فقہ میں ہر مجتہد کا ایک ہی اعلان ہوتا ہے "القیاس مظہر لا مثبت" کہ ہم قیاس کی مدد سے کتاب و سنت کی تہ میں پوشیدہ مسئلے کو صرف ظاہر کرتے ہیں۔ خاشا و کلا ہم ہرگز کوئی مسئلہ

اپنی ذات سے گھڑ کر کتاب و سنت کے ذمہ نہیں لگائے۔ تیسری بات یہ سمجھا دی کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے جب زمین پیدا فرمائی اسی دن سے یہ پانی اس کی تہ میں پیدا فرمادیا البتہ اس کا نکالنا ضرورت کے مطابق ہوتا رہا کسی علاقہ میں کنوئیں چار ہزار سال پہلے بن گئے، کسی ملک میں چار ہزار سال بعد لیکن جہاں بھی پانی نکالا گیا وہ خدا ہی کا پیدا کردہ پانی تھا۔ کوئی عقل مند یہ نہیں کہہ سکتا کہ جن علاقوں میں پہلے پانی نکل آیا وہ تو خدا کا پیدا کردہ تھا اور جن علاقوں میں بعد میں کنوئیں بنائے گئے وہ بعد میں کسی انسان کا پیدا کردہ تھا۔ پہلی صدی میں ائمہ اربعہ رحمہم اللہ نے جو اجتہادات فرمائے وہ بھی کتاب و سنت ہی کے مسائل کا بیان اور تفصیل تھی۔ فرق صرف اس قدر رہا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی مبارک زندگیاں جہاد میں گزر گئیں۔ اس لئے ان نفوس قدسیہ کو اس کی مکمل تفصیل اور تدوین کا موقعہ نہ ملا۔ یہ سعادت ائمہ اربعہ رحمہم اللہ کی قسمت میں تھی کہ کتاب و سنت کے ظاہر اور پوشیدہ مسائل کو پوری تشریح اور تفصیل کے ساتھ نہایت آسان اور عام فہم ترتیب سے مدون فرمادیا تاکہ قیامت تک کے مسلمانوں کو کتاب و سنت پر عمل کرنا آسان ہو جائے۔

خلاصہ :

جس طرح ایک شخص نے کنواں بنایا اور ہزاروں لوگ اس میں سے پانی پی رہے ہیں، وضو اور غسل کر کے نمازیں ادا کر رہے ہیں، کھانا پکانا ہو رہا ہے۔ اب کوئی شخص یہ شور مچا دے کہ اس کنوئیں کا تعارفی نام چوہدری نواب دین کا کنواں ہے اس لئے اس میں جو پانی ہے وہ خدا کا پیدا کیا ہوا نہیں بلکہ یہ پانی چوہدری نواب دین کا پیدا کیا ہوا ہے۔ چوہدری نواب دین خدا کا شریک بنا بیٹھا ہے، جو لوگ اس کنوئیں سے پانی پیتے ہیں وہ مشرک ہیں، نہ ان کا وضو صحیح ہے نہ غسل۔ نہ نماز درست ہے نہ روزہ۔ تو کیا کوئی عقل مند آدمی اس کی خرافات پر کان دھرے گا؟ یہی حال یہاں ہے کہ ائمہ مجتہدین رحمہم

اللہ نے کتاب و سنت کے مسائل کو ظاہر کر دیا اور کنوئیں کی شکل دے دی۔ مقلدین ان مسائل کے موافق نماز' روزہ' حج' زکوٰۃ' جہاد وغیرہ اعمال میں مصروف ہو گئے۔ ہمارے غیر مقلد دوست کبھی تو کہتے ہیں کہ یہ پانی خدا کا پیدا کیا ہوا نہیں' ورنہ اس کے ہر ہر قطرے پر اللہ تعالیٰ کا نام لکھا ہوا دکھاؤ' کبھی یہ کہتے ہیں کہ ساری عمر ایک ہی کنوئیں کے پانی سے وضو کرنا یہ تو تقلید شخصی ہے' یہ شرک ہے۔ ہر نمازی کا فرض ہے کہ فجر کی نماز کا وضو اپنے گھر کے نلکے سے کرے' ظہر کا وضو دوسرے ضلع کے نلکے سے' عصر کا وضو دوسرے صوبے کے نلکے سے' مغرب کا وضو دوسرے ملک کے نلکے سے اور عشاء کا وضو دوسرے جہان کے نلکے سے ورنہ ایک ہی نلکے سے سب نمازوں کے لئے وضو کرنا گویا تقلید شخصی ہے اور شرک ہے۔ اہل سنت والجماعت کہتے ہیں کہ جب ہم کنوئیں کے محتاج ہیں تو جس کنوئیں کا پانی آسانی سے دستیاب ہو جائے ساری عمر اسی ایک کنوئیں کا پانی پیا' اسی کے پانی سے ساری عمر کھانا پکایا' اسی کے پانی سے ساری عمر وضو و غسل کرنا بالکل درست ہے' اس کو شرک کہہ کر تمام مسلمانوں کو مشرک بنانا دین کی کوئی خدمت نہیں۔

آمدم بر سر مطلب :

استبداد کا معنی واضح کرنے کے بعد پھر اصل بات کی طرف توجہ کرتے ہیں کہ دین میں تحقیق کا حق صرف دو ہستیوں کو ہے: رسول اللہ ﷺ اور مجتہد۔

رسول اللہ ﷺ کا مقام :

رسول دین میں اپنی طرف سے کوئی بات نہیں گھڑتا بلکہ وہ اللہ ہی کا پیغام اللہ کے بندوں تک پہنچاتا ہے اور صرف پہنچاتا ہی نہیں اسے سکھاتا بھی ہے۔ اس کی حیثیت معلم کی بھی ہے وہ اپنے قول' فعل اور تقریر سے اس پیغام کی تشریح کرتا ہے۔ وہ صرف مبلغ اور معلم ہی نہیں مجتہد بھی ہے۔ خدا کی نگرانی میں اس کی وحی کی تشریح کرتا ہے وہ

جانشین اور ختم نبوت بھی ہے کہ احکام الٰہی کو نافذ کرتا ہے' اس کی پوری زندگی وحی کے مطابق ڈھلی ہونے کی وجہ سے پوری کائنات کے لئے اسوہ حسنہ ہے' وہ دین کے ہر فیصلے میں معصوم ہے۔ یہ درحقیقت اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا فضل اور مہربانی تھی کہ اپنی پاک وحی کی تشریح اپنی نگرانی میں معصوم پیغمبر ﷺ سے کروا دی تاکہ بندوں کے لئے خدا کے احکام کے سمجھنے اور عمل کرنے میں کسی پریشانی کا سامنا نہ ہو جائے' وہ حقوق بندگی پورے اطمینان کے ساتھ ادا کر سکیں لیکن شیطان جو اولاد آدم کے گمراہ کرنے کی قسم کھا کر آیا تھا اس نے کتنے لوگوں کو اپنے پیچھے لگا لیا کہ خدا اور بندوں کے درمیان رسول کا واسطہ بیچ میں ہے لیکن اتنا جتنا ڈاکئے اور چٹھی رساں کا ہوتا ہے۔ خدا کے کلام کو پہنچانا اس کا کام ہے' سمجھنا ہمارا اپنا کام ہے' وہ لوگ دین کے نام پر لوگوں کو بے دین کرنے لگے اور شیطان کے پیچھے لگ کر یوں کہنے لگے کہ رسول ﷺ مخلوق ہے اگر اس کے کلام کو بھی مان لیا تو گویا مخلوق کو خدا کے برابر مان لیا اور یہ شرک ہے۔ چنانچہ پیغمبر پاک ﷺ سے منہ موڑ کر اپنی ذہنی سطح کے موافق اور اپنی خواہشات نفسانی کے موافق ایک نیا اسلام گھڑ لیا۔ اس نئے اسلام کو خدا کا اسلام اور اصلی اسلام کو رسول ﷺ کا گھڑا ہوا اسلام قرار دیا اور اپنا نام "اہل قرآن" رکھ لیا۔ وہ لوگ اپنی ہر خواہش کو قرآن کا نام دیتے ہیں۔ جن کا انگریز کے دور سے پہلے کوئی ترجمہ قرآن نہیں وہ قرآن کے مالک بن بیٹھے اور پوری امت کو رسول ﷺ سمیت منکر قرآن قرار دیا۔ بھولے بھالے لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں کہ یہ غلط ہے کہ اہل قرآن نیا فرقہ ہے بلکہ جب سے قرآن ہے اسی وقت سے اہل قرآن ہیں۔ کبھی کہتے ہیں کہ جب قرآن سچا تو اہل قرآن بھی سچے' تم قرآن کو سچا مان کر اہل قرآن کو جھوٹا نہیں کہہ سکتے' پہلے معاذ اللہ قرآن کو جھوٹا کہو پھر اہل قرآن کو جھوٹا کہہ لینا۔ جب اہل قرآن کی خرافات جس کو وہ قرآن کے نام سے پیش کرتے ہیں غلط ثابت کیا جاتا ہے تو فوراً جان چھڑا جاتے ہیں ہم اس کو نہیں مانتے" ہم صرف قرآن کو مانتے ہیں۔ اگر آج کے اہل قرآن کو ماننا ضروری ہوتا تو رسول پاک

ﷺ کوئی بات لیتے ان کو کیوں چھوڑتے۔ اس طرح وہ شیطانی خرافات پھیلاتے بھی ہیں اور جان بھی بچاتے ہیں۔ قرآن پاک نے خود اس طرز کو اتباع شیطان قرار دیا ہے نہ کہ اتباع قرآن۔

مجتہد کا مقام :

مجتہد شریعت ساز نہیں ہوتا' شریعت دان اور ماہر شریعت ہوتا ہے۔ وہ اگرچہ معصوم نہیں ہوتا لیکن مطعون بھی نہیں ہوتا کہ اس کے اجتہاد پر کوئی طعن کرے کیونکہ وہ اپنے ہر ہر اجتہاد میں ماجور ہوتا ہے۔ اگر وہ صواب (درستگی) کو پائے تو وہ اجر کا حق دار ہے ورنہ ایک اجر کا اور یہ مقام امت میں مجتہد کے علاوہ کسی کو نصیب نہیں کہ اس کو خطا پر بھی اجر کا وعدہ ہو۔ مجتہد کے منصب کی وضاحت استنباط کی تشریح میں ہو چکی ہے۔ یہی وہ ہستیاں دین میں تحقیق' تشریح اور تفصیل کی حق دار ہیں' یہی وہ ہستیاں دین کی پہرہ دار ہیں۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل اور مہربانی ہے کہ تحقیق اور اجتہاد کا بوجھ ہم جیسے ضعیفوں کے کندھوں پر نہیں ڈالا بلکہ مجتہدین کی تحقیق پر عمل کرنے کا حکم دے کر ایک طرف دین کو جاہلوں کی تحریف سے بچایا' دوسری طرف ہمیں اطمینان اور دلجمعی کی دولت سے نوازا کہ ہمیں پورا اطمینان ہے کہ مجتہد کی رہنمائی میں کیا ہوا عمل یقیناً بارگاہ خداوندی میں مقبول ہے اور ایک اجر کا بھی پکا یقین ہے اور دوسرے اجر کی اس کی رحمت واسعہ سے امید ہے لیکن خدا کے فضل اور مہربانی کی بھی بعض لوگوں نے قدر نہ کی اور مجتہدین سے بغاوت کر کے اپنی کم فہمی اور کج فہمی سے دین کی نئی نئی تشریحات شروع کر دیں۔ مجتہد کے بارہ میں خدا اور رسول ﷺ نے یہی بتایا تھا کہ وہ خدا اور رسول کا مسئلہ ہی بتاتا ہے لیکن ان حضرات نے اس کے خلاف پروپیگنڈہ شروع کر دیا کہ مجتہد خدا اور رسول ﷺ کے خلاف مسئلے بتاتا ہے۔ مجتہد کی تقلید "شرک فی الرسالت" ہے۔ تمام حنفی' شافعی' مالکی اور حنبلی مشرک ہیں۔ ائمہ کرام نے دین کے

ٹکڑے کر ڈالے ہیں۔ ائمہ مجتہدین رحمہم اللہ کو چھوڑ کر اپنی اپنی حدیث نفس کا اتباع شروع کر دیا اور نام "اہلحدیث" رکھ لیا اور اپنے بھائیوں کی طرح کہنے لگے کہ اہل حدیث نیا فرقہ نہیں۔ جب سے حدیث ہے اسی وقت سے اہل حدیث ہیں۔ جب کہا جائے کہ ملکہ وکٹوریہ کے دور سے پہلے کسی حدیث کی کتاب کا ترجمہ یا حاشیہ یا شرح ہی کسی غیر مقلد کی دکھا دیں تو نہیں دکھا سکتے۔ بس یہی کہتے ہیں کہ جب حدیث سچی تو اہل حدیث بھی سچے۔ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ جب تم قرآن کو سچا مانتے ہو لیکن ان اہل قرآن کو جھوٹا مانتے ہو تو پھر یہ کیوں درست نہیں کہ حدیث سچی ہو مگر آج کے اہل حدیث جھوٹے ہوں۔ حالانکہ حدیث کی جتنی کتابیں آج ملتی ہیں وہ یا مجتہدین کی لکھی ہوئی ہیں یا مقلدین کی 'جن کا ذکر طبقات حنفیہ' طبقات مالکیہ' طبقات شافعیہ اور طبقات حنابلہ میں ہے۔ کسی محدث یا مورخ نے طبقات غیر مقلدین یا طبقات منکرین حدیث نامی کوئی کتاب لکھی ہی نہیں۔ حدیث کی ایک بھی مستند کتاب نہیں جس میں اجماع اور اجتہاد کے ماننے کو حرام یا شرک قرار دیا ہو۔ فقہ کے ماننے سے منع کیا ہو۔ اس کے مولف کے بارہ میں صرف ایک ہی مستند حوالہ پیش کیا جا سکے کہ کان لا یجتہد و لا یقلد کہ نہ اس میں اجتہاد کی اہلیت تھی نہ تقلید کرتا تھا اس لئے غیر مقلد تھا۔

نااہل کا مقام :

رسول ﷺ اور مجتہد کے علاوہ کسی کو کتاب و سنت میں تحقیق کا اہل قرار نہیں دیا گیا جب وہ نااہل ہے تو اس کا کام اہل کی تقلید ہے نہ کہ نااہل ہو کر دین کی غلط تشریح کرنا۔ رسول اقدس ﷺ سے کسی سائل نے قیامت کے بارہ میں سوال کیا' فرمایا: جب امانت ضائع کی جائے تو قیامت کا انتظار کر۔ سائل نے عرض کیا حضرت! امانت کس طرح ضائع ہوتی ہے؟ فرمایا' جب کوئی امر نااہلوں کے سپرد کر دیا جائے تو قیامت کا انتظار کر (بخاری ج ۱' ص ۱۴)

آپ ﷺ نے کیسی عالمگیر حقیقت کا انکشاف فرمایا۔ کیا جب ڈاکٹری نے وکیل تعلق شروع کر دیں تو ڈاکٹری پر قیامت نہیں آجائے گی' جب سونے کی جانچ زردوں کی بجائے سنار کرنے لگیں تو قیامت نہیں آجائے گی۔ اسی طرح جب دین کی تشریحات نااہل کریں گے تو کیا دین پر قیامت نہ آئے گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ دین کا علم (کتاب و سنت کے الفاظ) نہیں اٹھایا جائے گا (بلکہ کتاب و سنت یہیں رہے گی) مگر اس کے علماء اٹھالئے جائیں گے یہاں تک کہ کوئی باقی نہ رہے گا تو لوگ ناواقفوں کو اپنا دینی پیشوا بنالیں گے' وہ بغیر علم کے فتوے دیں گے' خود گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو گمراہ کریں گے (صحیح بخاری ص ۲۰) دین کے اصل علماء مجتہدین ہی ہوتے ہیں بعد کے علماء ناقل ہیں۔ جو نااہل ہو کر خود اجتہاد ہی پر اتر آتے ہیں' وہ خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔ اگرچہ لوگوں کو دھوکہ دینے کے لئے اس گمراہی کا نام خوبصورت سا رکھ لیا جائے جیسے انکار حدیث کی گمراہی کا نام اہل قرآن رکھ لیا گیا۔ صرف نام بدلنے سے حقیقت تو نہیں بدلتی۔ کیا تحریف القرآن کا نام تفہیم القرآن رکھنے سے حقیقت بدل گئی! تبرا بازی کا نام تنقید صالح رکھ لینے سے حقیقت بدل گئی! ہرگز نہیں۔ جس طرح اہل قرآن ہر فاسق و فاجر بے علم کو قرآن کے سمجھنے سمجھانے کا حق دیتے ہیں مگر نبی معصوم سے یہ حق چھیننا چاہتے ہیں اسی طرح اہل حدیث ہر فاسق و فاجر اور ہر جاہل کندۂ ناتراش کو اجتہاد کا حق دیتے ہیں مگر ائمہ مجتہدین جن کا مجتہد ہونا دلیل شرعی یعنی اجماع امت سے ثابت ہے اور وہ یقیناً اپنے ہر فیصلے میں ماجور ہیں ان سے یہ حق چھیننا چاہتے ہیں۔ اہل قرآن اور اہل حدیث کا ایک ہی مشن ہے کہ لوگ نبی معصوم اور مجتہد ماجور کو چھوڑ کر جاہلوں کو اپنا دینی پیشوا بنالیں جو خود گمراہ ہوں اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں۔

تحقیق یا منازعت :

عام طور پر اہل قرآن کہتے ہیں کہ محدثین معصوم نہ تھے ہم تحقیق کر کے ان کی غلطی کو غلطی اور صحیح بات کو صحیح کہتے ہیں اور اہل حدیث کہتے ہیں کہ مجتہدین معصوم تو نہیں تھے ہم تحقیق کر کے ان کے غلط اور صحیح اجتہاد کی جانچ کرتے ہیں۔ اس میں پہلی بات صحیح ہے مگر بات ادھوری ہے جیسے محدثین معصوم نہیں۔ اہل قرآن بھی معصوم نہیں اور جس طرح مجتہدین معصوم نہیں اہل حدیث بھی معصوم نہیں مگر یہاں بات معصوم اور غیر معصوم کی نہیں بات اہل اور نااہل کی ہے۔ محدثین اپنے فن میں اہل ہیں اور اہل قرآن خواہ اپنی جماعت میں کتنے بڑے مصنف ہوں جیسے محمد اسلم جیراجپوری سابق الحدیث' غلام احمد پرویز سابق اہل حدیث لیکن محدثین کے سامنے فن حدیث میں نااہل ہیں' ان کی باتوں کو تحقیق نہیں کہا جائے گا بلکہ نااہل کی منازعت کہا جائے گا جو شرعاً گناہ کبیرہ ہے۔ اسی طرح مجتہدین اور غیر مقلدین میں یہ فرق نہیں کہ مجتہدین غیر معصوم ہیں اور غیر مقلدین معصوم ہیں بلکہ فرق یہ ہے کہ وہ لوگ باجماع امت اہل اجتہاد سے ہیں اور یہ لوگ باجماع امت نااہل ہیں اسلئے ان نااہلوں کا مجتہدین سے الجھنا اگرچہ وہ اپنی جماعت کے بڑے آدمی ہوں' جیسے محمد جوناگڑھی جس کی طرف نسبت کر کے اہل حدیث اپنے آپ کو محمدی کہتے ہیں' لیکن اجتہاد میں وہ نااہل ہیں۔ مجتہدین کی مخالفت کا نام تحقیق نہیں بلکہ نااہل کی منازعت ہے۔ رسول اقدس ﷺ جب بیعت لیتے تو اس میں ایک یہ عہد لیتے ان لا ننازع الامر اھلہ کہ ہم اہل امر سے منازعت نہیں کریں گے۔ عجیب بات ہے اتنی جرات تو کھلے منکرین حدیث بھی نہیں کرتے کہ حدیث جس کو منازعت قرار دے یہ اس کا نام تحقیق رکھیں۔

ثواب یا گناہ :

یہ تو آپ پڑھ چکے ہیں کہ مجتہد سے اگر خطا بھی ہو جائے تو اسے اجر ملتا ہے لیکن

ناہل کا معاملہ بالکل اس کے برعکس ہے اگر وہ صحیح بات بھی پالے تو اسے اجر کی بجائے گناہ ہوگا۔ رسول اقدس ﷺ ارشاد فرماتے ہیں جس شخص نے قرآن میں اپنی رائے سے بات کی وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنالے (ترمذی) اور فرمایا جس نے قرآن میں اپنی رائے لگائی اور درست بات بھی پالی تو وہ بھی گنہگار ہے (ترمذی)۔ امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں "تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ مجتہد ہر اجتہاد میں اجر پاتا ہے اگر اس کا اجتہاد درست نکلا تو دو اجر کا مستحق ہے' ایک اجر اجتہاد کا دوسرا اصابت کا اور اگر اجتہاد خطا نکلا تو بھی ایک اجر اجتہاد کا لے گا۔ ہاں جو نااہل ہو اس کو اجتہاد سے حکم کرنا کسی حال میں جائز نہیں بلکہ وہ گنہگار ہے۔ اس کا حکم نافذ بھی نہ ہوگا اگرچہ حق کے موافق ہو یا مخالف کیونکہ اس کا حق کو پالینا محض اتفاق ہے کسی اصل شرعی پر مبنی نہیں۔ پس وہ تمام احکام میں گنہگار ہے۔ حق کے موافق ہوں یا مخالف اور اس کے نکالے ہوئے تمام احکام مردود ہیں اس کا کوئی عذر شرعاً مقبول نہیں وہ دوزخی ہے (شرح مسلم ص۷۶ ج ۲)۔ افسوس ہے کہ اہل قرآن اور اہل حدیث نے اسی بے پناہ جس کا ٹھکانہ دوزخ کے سوا کہیں نہیں کا نام تحقیق رکھا ہوا ہے اور اس کو عمل بالقرآن اور عمل بالحدیث کہتے ہیں۔

نجات یا ہلاکت :

حضرت ابو ہریرہ ؓ فرماتے ہیں بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین چیزیں نجات دینے والی ہیں اور تین چیزیں ہلاک کرنے والی ہیں۔ فرمایا: نجات دینے والی یہ ہیں "چھپے اور ظاہر ہر حال میں خدا سے ڈرنا' خوشی یا ناراضگی ہر حال میں حق بات کہنا' امیری ہو یا فقیری میانہ روی اختیار کرنا' اور ہلاک و برباد کرنے والی یہ ہیں: اپنی خواہش نفس کے پیچھے چلنا' بخل کرنا' اپنی رائے پر فخر کرنا" فرمایا تینوں میں سے یہ (آخری) سب سے بڑی مہلک ہے (مشکوٰۃ) بلکہ جو اپنی رائے پر اتراتے ہیں ان پر ہدایت کا دروازہ ہی بند ہو جاتا ہے (مشکوٰۃ) حضرت شیخ عبدالغنی مجددی مدنی رحمہ اللہ اصحاب کمال ذی

رای بر ایه پر حضرت ملا علی قاری کی رحمہ اللہ سے نقل فرماتے ہیں: اي من غير نظر الى الكتاب والسنة واجماع الامة والقياس على اقوى الادلة وترك الاقتداء بنحو الائمة الاربعة (حاشیہ ابن ماجہ ص ۲۹۰/ج ۱) یعنی ادلہ اربعہ اور ائمہ اربعہ کی اقتداء چھوڑنے والا اس حدیث کا مصداق ہے اور وہی ہلاکت میں گرنے والا ہے۔

خلاصہ یہ نکلا کہ دین میں تحقیقی بات صرف وہی ہے جو ادلہ سے بواسطہ ائمہ ثابت ہو' جس بات پر ان کا اجماع ہو گا وہ حجت قطعیہ ہے اور جس پر ان کا اختلاف ہو گا وہ رحمت واسعہ ہے۔

اندھی تقلید :

آج کل بعض لوگ یہ طعنہ دیتے ہیں کہ یہ تو اندھی تقلید ہے۔ افسوس ان بے چاروں کو اندھی تقلید کا معنی بھی نہیں آتا۔ اندھی تقلید اس کو کہتے ہیں کہ اندھا اندھے کے پیچھے چلے تو دونوں کسی کھائی میں گر جائیں گے۔ یہ اندھی تقلید ہے اور اگر اندھا آنکھ والے کے پیچھے چلے تو وہ آنکھ والا اس اندھے کو بھی اپنی آنکھ کی برکت سے ہر کھائی سے بچا کر لے جائے گا اور منزل تک پہنچا دے گا۔ ائمہ مجتہدین معاذ اللہ اندھے نہیں عارف بصیر ہیں' البتہ اندھی تقلید ان کے ہاں ہے کہ خود بھی اندھے ہیں اور ان کے پیشوا بھی واجتہاد کی آنکھ نہیں رکھتے اور اندھے ہیں۔ اس لئے حضور ﷺ نے فرمایا جو جاہل کو دینی پیشوا بنائے وہ جاہل خود بھی گمراہ ہے اور اپنے ماننے والے کو بھی گمراہ کرے گا یہ اندھی تقلید ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں پیغمبر معصوم اور مجتہد ماجور کی تحقیق پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائیں اور نئے فتنوں سے محفوظ فرمائیں۔ (آمین)